فرہنگِ آصفیہ

جلد چہارم

نہیں کھیل اے داغ یاروں سے کہدو (گ)

کہ آتی ہے اردو زباں آتے آتے (ی)

فرہنگِ آصفیہ

رقیب بھی تو اُسے کان رکھ کے سنتے ہیں

عجب طرح کا مزا ہے مرے فسانے کا

جلدِ چہارم

یعنی جامع ضخیم مبسوط مکمل و مطول ہندوستانی اردو لغات یا خلاصہ ارمغانِ دہلی جس میں ہندوستانی مروجہ خاص و عام زبان کے تقریباً کل الفاظ یعنی عربی فارسی۔ ترکی۔ ہندی سنسکرت بلکہ لغات انگریزی مخلوط بہ اردو۔ عدالتی و بیگاتی محاورات۔ اہلِ پیشہ و اہلِ حرفہ کی ضروری اصطلاحات۔ داخلِ روزمرہ ضرب الامثال۔ خاص خاص اشارے۔ کنائے۔ تاریخی واقعات۔ مناسب حال مادے۔ تذکیر و تانیث کے فیصلے۔ طبعیات و فلسفہ کے حسب موقع مسئلے۔ علم زبان یعنی فلولجی کے نکتے۔ اردو صرف و نحو کے نامعلوم قاعدے۔ مُلک کی متداولہ رسمیں۔ قدیم و جدید تحقیقات کے اختلافات مع نظائر نظم و نثر و کثرت معانی اور وجہ تسمیہ وغیرہ قلمبند

چون ہزار مندرج و مندمج ہیں

بندہ **سید احمد** دہلوی مصنف و مؤلف کتب متعددہ جن میں سے اکثر کتابوں پر گورنمنٹ انگریزی و رؤسائے نامدار سے انعام بھی مل چکا ہے مثلاً مناظرہ تقدیر و تدبیر۔ وقائع درانیہ۔ سفرنامہ مہاراو راجہ الور۔ ارمغانِ دہلی طبعی تعلیم۔ لغات النسا۔ فسانۂ راحت۔ انشائے ہادی النساء۔ رسالۂ علم اللسان۔ سیر شملہ و کتب تعلیم نسواں وغیرہ وغیرہ نے اپنی لگاتار اکیس برس کی شبانہ روز محنت و صرفِ کثیر

قدردانِ علم و ہنر فیض رساں فیضِ گستر۔ جناب معلی القاب حضور پُرنور۔ اعلیٰ حضرت۔ والا شوکت۔ رستمِ دوراں۔ افلاطونِ زماں سلطان ابن السلطان۔ آصف جاہ۔ مظفر الممالک۔ نظام الدولہ۔ حضرت بندگانِ عالی متعالی۔ نواب والاخطاب

میر محبوب علی خاں بہادر

فتح جنگ۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ آصف جاہ سادس خلد اللہ ملکہم و سلطنتہم فرماں فرمائے مملکتِ **حیدر آباد** دکن صان اللہ عن الشرور والفتن کی اسلامی و دوامی یادگار کے واسطے سالِ جلوس میمنت مانوس سے تالیف شروع کر کے اکیس سال میں ختم اور آٹھ برس میں ترمیم و نظرِ ثانی کے بعد تیمناً و تبرکاً حضورِ ممدوح کے نامِ نامی سے نامزد و شائع کی۔ تاکہ اہلِ ہند کو عموماً و باشندگانِ دکن کو خصوصاً اس کا فائدہ ہمیشہ پہنچتا اور مؤلف و حضورِ اقدس کا نام چلتا رہے **شعر**۔ رہتا قلم سے نام قیامت تلک ہے ذوق + اولاد سے تو ہے یہی دو پشت چار پشت + چنانچہ حضورِ انور دام اقبالہ و عم نوالہ نے وہ قدردانی فرمائی کہ مبلغ ساڑھے پانچ ہزار کلدار کے انعام اور چار سو جلدوں کی خریداری کے علاوہ پچاس روپیہ ماہوار کا وظیفہ بھی تاحیاتِ مؤلف مرحمت کیا۔ بلکہ حال میں جو مؤلف کو مالی صدمہ پہنچا اور تخمینہ سے بہت زیادہ ... پیش آئے۔ امید ہے کہ اُس کی بھی ضرور تلافی فرمائی جائے گی **شعر** در زمانت خاک را کس باز نشناسد ز زر + مال ساز بسکہ کردہ دستِ جودت پائمال

جنوری ۱۹۰۸ء میں

خاص مؤلف کی تصحیح و دارالاشاعت کی کوشش سے مولوی ممتاز علی صاحب مالکِ مطبع حسن مرزا نظم کے اہتمام سے رفاہِ عام پریس لاہور میں طبع ہو کر مشتہر ہوئی

(قیمت فی جلد ... وصول ...) (جملہ حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ) (ڈاک کا محصول فی جلد ...)

وفاتِ حسرت آیات — حضور ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند

اللہ تو ہی ہے!

تیری ہی ذات کو بقا اور سب کو فنا ہے۔ اِس میں اِنسان ہو یا حیوان۔ پیمبر ہو یا بادشاہ۔ فقیر ہو یا امیر۔ حکیم ہو یا فلاسفر۔ طبیب ہو یا ڈاکٹر۔ حجر ہو یا شجر۔ زمین ہو یا آسمان۔ ستارے ہوں یا خورشیدِ درخشاں۔ حاکم ہو یا محکوم۔ موت سب کے لئے مقسوم ہے ؎

✸ موت نے کردیا ناچار وگرنہ اِنساں — ہے وہ خود بیں کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا ✸

کل کا ذکر ہے کہ ہم اِسی خاتمۂ لغات میں جنابۂ مغفورہ و مرحومہ قیصرۂ ہند کی خسروانہ عنایت شاہانہ قدر دانی اور مرحمت سے بھری ہوئی چٹھی مورخہ ۷ار دسمبر ۱۸۹۸ء آمدہ قصرِ ونڈسر زیبِ خاتمہ کرنے سے پھولے نہیں سماتے تھے یا آج ہم کو اُسی خاتمہ کے اخیر میں حضورِ ممدوحہ کے خاتمہ بالخیر ہونے کا تعزیت نامہ لکھو یا دلی درد اور صدمہ کے عقیدتمندانہ اِظہار کا مرثیہ درج کر کے دلِ دردمند کو زمین پر پٹکنا اور دُنیائے ناپائدار کی فانی خوشیوں کو مٹانا ہے ہیں عبرت گزیں دیکھیں اور گل مسند نشیں سُنیں!

ADDRESS OF CONDOLENCE

H. M. The Queen Empress Of India.

تعزیت نامہ

ہائے! ہائے!! ہائے!!!

ہماری ملکۂ معظمہ ہائے ہماری قیصرہ ہائے۔ ہماری سُلطانہ ہائے

۲؍فروری ۱۹۰۱ء کے یومُ الدّفن ہائے

ہو مہدِ علیا زیرِ زمیں اے فلک دریغ — گردوں نشیں ہو خاک نشیں اے فلک دریغ

یہ نالہائے شعلہ فشان و زبانہ زن — پھوکیں گے تا بعرشِ بریں اے فلک دریغ

ہائے ہماری مادرِ مہربان قیصرۂ ہند ملکۂ اِنگلستان آپ کہاں تھیں کہاں سماگئیں۔ ایک ہندوستان اور اِنگلستان کیا کہ تمام جہان کو ہمیشہ کے لئے ماتم کدہ بناگئیں۔ سچ ہے ؎

کیا اِعتبار دہر کا عبرت کی جا ہے یہ — عشرت سرا کبھی کبھی ماتم سرا ہے یہ

اگر ہم لوگ وبائے طاعون میں گھر گھر بے خانماں کبھی بے پدر کبھی بے درماں ہوتے تو آپ ہمارے لئے کلیجا پکڑے دِل سوسے پھرتی تھیں اور جو ہمارے اُوپر بلائے قحط نازِل ہوتی تو آپ اِس خیال سے کہ بھوکوں کی سار بھوکا ہی جانتا ہے کھانا چھوڑ دیتی تھیں

دارجلنگ میں زلزلہ آیا۔ آپ کا دلِ دردمند انگلستان میں تھرّایا۔ ہمدردی کے تاروں نے تار باندھ دیا۔ اور وہ دلاسے پر دلاسا دیا۔ کہ روتوں اور بلکتوں کو دین دنیا کا سہارا ہو گیا۔ اگر شمالی سرحد پر لڑائی ہوتی یا ٹرنسوال خواہ چین پر چڑھائی ہوتی اور اچانک وہاں ذرا سی آپکی جاں نثار سپاہ کی انگلی کٹتی تو یہاں بیکل ہو کر آپ کا دل کٹتا۔ یتیموں کے ساتھ بلکہ آپ روتیں۔ کیونکہ خود بھی چھوٹی سی عمر میں یتیم بلکہ دُرّ یتیم ہو گئی تھیں۔ بیوؤں کے ساتھ آپ سر جوڑتیں۔ کس لئے کہ عالمِ شباب میں خود بھی بیوہ ہو چکی تھیں۔ اِدھر امیروں کی پناہ یا ہفت ہزاری باپ بنی ہوئی تھیں تو اُدھر غریبوں کی دردمند پنہاری ماں سے کم نہ تھیں۔ بیوارثوں کی وارث تھیں مُفلسوں کی ضرورتوں کا ذخیرہ۔ گو آپ کا بہت بڑا مرتبہ اور اعلےٰ پایہ تھا۔ مگر رعایا پر یکساں اور برابر ایک ابرِ رحمت کا سایہ تھا۔ محروسہ ریاستوں اور مقبوضہ ممالک کے دلوں پر آپ کا قبضہ تھا۔ مسکینوں کو جاڑے میں جڑاول۔ محتاجوں کو گرمی میں مُشندرس آپ کے توشہ خانہ سے ملتی تھی۔ اپنی دستکاری سے آپ ہی اُن لوگوں کی مدد فرماتی تھیں جنھیں کچھ بھی میسّر نہ ہوتا تھا۔ بھوکوں کی بھوک۔ پیاسوں کی پیاس آپ کی زیارت سے بھرتی اور بجھتی تھی۔ یہ آپ ہی کے اخلاقِ حسنہ کا سکّہ تھا جس نے ہندوستانیوں کے دلوں کو موم بنا کر اُنکے منہ پر شکوہ و شکایت کی روشن مُہر لگا دی تھی۔ آپ جس طرح رحمدلی اور خدا ترسی کی پوٹ تھیں اِسی طرح سخاوت اور عدالت بھی آپ میں کُوٹ کُوٹ کر بھری تھی۔ باوجودیکہ آپ کے اور ہمارے مذاہب میں کوسوں کا بُعد تھا مگر نہیں سب مذہب آپ کے اور آپ سب مذہبوں کی حامی و مددگار تھیں۔ ہر فرقہ آپ کو اپنا سرتاج۔ اور آپ کے راج کو دیوی دیوتا کا راج سمجھتا تھا۔ مسلمانوں کے واسطے آپ زبیدہ خاتون اور ہندوؤں کے لئے امن و امان کی قابلِ پرستش دیوی تھیں۔ اب ایسی رانی مہارانی کہاں جو من مانی مُرادیں برلائے۔ رعیّت کے ہر ایک دُکھ درد میں دَوڑ کر شریک ہو جائے +

خُدا تعالیٰ نے علُومِ ادبیّہ کا آپ کو معمول بنایا۔ اور یہاں تک سدھایا تھا کہ جسوقت آپ تختِ سلطنت پر جلوہ افروز ہوئیں اور آپ کے چھوٹے چچا جان نے دو زانو جھک کر حسبِ دستورِ شاہی آداب بجایا۔ اور عام رعیّت کی طرح فرمانبرداری کا سر جھکایا تو آپ کا ایسا دل بھر آیا کہ آپ اُسی وقت زار و قطار رو پڑیں۔ اور بیتابانہ فرمایا کہ "اپنے چچا! میرے آگے اس طرح کیوں جھکتے ہو؟ مَیں تو تمہاری گود کی کھلائی وُہی وکٹوریہ بھتیجی ہوں"۔ علُومِ ادبیّہ ہی پر کیا موقوف ہے جرمنی۔ فرانسیسی۔ لاطینی اور اب اخیر وقت میں ہندوستانی زبان آپ کی مادری زبان بنگئی تھی۔ ستّر برس کی عُمر میں اِس طرف توجّہ فرمائی اور گیارہ برس تک اپنے ہندوستانی رؤسا و اراکینِ انگلستان سے بات چیت کرنے میں اُن کی عزّت افزائی فرماتی رہیں +

۲۴ مئی ۱۸۱۹ء کی وہ شبھ گھڑی سب کو یاد ہو گی جس میں جنم لینے کے شادیانوں کی دھوم مچ رہی تھی۔ شاہی محلوں میں بدھائیوں اور مبارکبادیوں کی گہما گہمی ہو رہی تھی۔ سنہ ۱۸۱۹ء کی دو طرفہ امنگ اور راؤ چاؤ سے بھری ہوئی ساعت کو بھی کوئی نہ بھولا ہوگا جبکہ آپ

خراماں خراماں شاداں و فرحاں بھولی بھولی دُلہن بنکر گرجا میں گئی ہونگی۔ ساتھ ہی وہ زمانہ بھی یاد آگیا ہوگا جس وقت کہ آپنے ١٨٦١ء میں رنڈ سالہ پہنا تھا۔ جس کا غم اخیر دم تک ہمدم رہا۔ ١٨٧٧ء کے قیصری خطاب کی عالمگیر خوشی بھی ابھی تک دلوں سے دُور نہ ہوئی ہوگی۔ رُپہلی۔ سُنہری۔ ڈائمنڈ جیوبلیاں بھی دلوں سے محو نہوئی ہونگی۔ کہ دفعتہً ١٩ و ٢٠ و ٢١ جنوری ١٩٠١ء کو وہ چمکتا ہوا چودھویں رات کا چاند ماند پڑا۔ اور ٢٢ کو سب سے بلند آسمان پر چڑھ گیا۔ آج ٢ فروری کو اُسکے ہمیشہ کے واسطے غروب ہو جانے کا دن ہے جسکے سبب تمام ہندوستان اور انگلستان وغیرہ میں اندھیرا چھا رہا ہے۔ ماتم کی گھٹا۔ غم کا بادل۔ چاروں طرف سے اُمنڈ اُمنڈ کر چلا آتا اور اِدھر سے اُدھر تک آنسوؤں کی جھڑی لگاتا چلا جاتا ہے +

اے آپکی صُورت و سیرت کے بھُوکو! آؤ اِس ماہِ کامل کے اخیر دیدار کو دیکھ لو۔ پھر یہ صُورت موہنی مُورت کہاں۔ اب اسکی بجائے تمہارا دل داغِ جُدائی کی منزل ہوگا۔ اگر تم پاتال میں جاکر بھی ڈھونڈ وگے تو اِس ڈوبے ہوئے چاند کا پتا نہ پاؤگے۔ اِسی طرح روتے پیٹتے سر پر خاک ڈالکر گھر چلے آؤگے۔ اے وکٹوریا کو گودیوں میں کھلانے والو! اے اُسکی آغوشِ محبت میں پلنے والو! آج تم کِس دل سے نرم نرم اور گرم بستر سے اُٹھاکر ٹھنڈی ٹھنڈی زمین اور خاکستر میں سُلاتے ہو؟ کیا تمہارا دِل ایسے رحمدل کے واسطے نہیں کڑھتا؟ ہائے کیا کرو مجبُور ہو معذُور ہو۔ بقولِ شخصے ؎ کیا اُس ترے بیمار کو اُمیدِ شفا ہو + جس کو کہ اثر ہو نہ دُعا کا نہ دوا کا + افسوس صد افسوس ؎ واہ اِس صُورت کدے میں دیکھتے ہی دیکھتے + صُورتیں کیا کیا نظر سے اپنی پنہاں ہوگئیں +

ہائے آج اِنگلستانی زمینداروں کے جھونپڑوں میں جاجاکر خبر گیری کرنے والا۔ اُنکے گھر کا اُجالا چاند کہاں چھُپ گیا۔ غریب مریضوں کو تشفی دے دیکر اچھا کر دینے والا مسیحا کدھر چلا گیا۔ دیہاتیوں کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو کھلونے لا دینے اور اُنکا مان رکھنے والا باپ کہاں جا سویا۔ اپنے ہاتھوں کا بنایا ہوا کام محتاجوں پر نثار کر دینے والا حاتم صفت سخی کِس نیند سو رہا کہ جاگنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ جس کی مدح سرائی میں ٦٣ برس سے زبانِ مقال لال تھی۔ اُسکا مرثیہ کیوں نہ باعثِ ملال و اضمحلال ہو + وُہ اُمُورِ خانہ داری کی ملکہ۔ وُہ ذاتی کِفایت شعاری کی قیصرہ۔ وُہ خُوش مُعاملگی کی دیوی۔ وُہ دیا اور دھرم کی رانی۔ وُہ عصمت و عفّت کی شہزادی وُہ صبر و تحمّل کی دِل دادہ۔ وُہ نیک نیّت نیک طینت۔ صاحبِ اقبال۔ صاحبِ کمال ؎ خُداوندِ مُکنت خُداوندِ جاہ + عزیزے برایا شفیقِ سپاہ + سِیتا ستی پتی برتا سُلطانہ۔ وُہ وفاداری کی جان ہائے آج کیوں بے نام و نشان ہوتی ہے۔ جسکی حکُومت کا سُورج کبھی نہیں چھپتا۔ آج وُہ ہماری نظروں سے چھُپی جاتی ہے۔ نہیں نہیں وہ اپنے خاوندِ حقیقی کی دُلہن بنکر سدھارتی اور ہم سب کو اپنی محبت میں تڑپتا ہوا چھوڑے جاتی ہے۔ ماں کا گزرنا جو کچھ مُصیبت لاتا ہے اُسے کون نہیں جانتا کہ کیا کیا دُکھ دِکھاتا اور کیسا کیسا ستاتا ہے +

ہائے ہماری مادرِ مہربان ملکۂ انگلستان آپ آج ایسی سُکھ نیند سوئی ہیں کہ اپنے پیارے دُلارے بچوں کے جگانے سے بھی نہیں اُٹھتیں

مشہور تو یہ ہے ؎ جہاں ہیں جن کو حکومت ہے اُنکو نیند کہاں ✤ کہ لگنے دیتی نہیں فکرِ بندوبست کی آنکھ ✤ مگر آج آپ کی وُہ فکر وُہ ہمدردی وُہ درد مندی وہ دلسوزی کہاں ہے کہ ہم بلکتے ہیں اور آپ پروا نہیں کرتیں۔ دیکھو تو! آپکے لاڈلے ساتویں ایڈورڈ آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہا رہے اور کھڑی پچھاڑیں کھا رہے ہیں۔ سنو تو! آپکے سب بیٹے بیٹیاں۔ پوتے پوتیاں۔ نواسے نواسیاں۔ کنواسے کنواسیاں کن حسرت بھری نگاہوں سے مایوسانہ و مجبورانہ آپکے چہرۂ مبارک کو تک رہی ہیں۔ آج ہماری ماما اور ہمارا خیال کہاں گیا۔ اچھی! کیا محبت کا بالکل وصال ہوگیا۔ اِدھر آپ خاموش ہیں اُدھر ہم سب سکتے کے عالم میں مدہوش۔ تن کی خبر ہے نہ بدن کا ہوش۔ جو سر ہے وبالِ دوش ہو رہا ہے۔ جو نظارہ ہے ہوش کھو رہا ہے۔ ایک طرف آپکا انڈین سکریٹری زار و نزار ہاتھ باندھے کھڑا ہے۔ دُوسری طرف اُسکی پاکدامن بیوی آٹھ آٹھ آنسو رو رہی ہے۔ مگر آپ ایک کی بھی نہیں سنتیں۔ اِدھر یہ آپکے ہندوستانی دو نو خدمتگار حکمِ سلطانی کا انتظار کر رہے ہیں۔ اُدھر یہ آپ کا مرثیہ نگار جسکے ایڈرس اور تصنیف کی رسید میں آپنے زبانِ فیض بیان سے یہ قابلِ فخر فقرے لکھوائے تھے کہ:۔ "مابدولت تمہارے ایڈرس۔ تمہاری کتابوں۔ تمہاری اطاعتِ قلبی اور اظہارِ وفاداری کی قدر فرماتی ہیں" دھاروں رو رہا ہے۔ اور اُسی عالم میں یہ چند سطریں اور تاریخِ وفات لِکھکر دِل کا بُخار نکال رہا ہے ؎ رہے جہاں میں نہ باقی سفید ایک ورق ✤ جو میرا قصۂ غم ہو کتاب میں داخل ✤

قطعۂ تاریخِ عیسوی

شنقارِ ہوش رُبا اِنتقالِ جاں گزا۔ خُلد نشین جنت آشیاں حضرت قیصرۂ ہند و ملکۂ برٹن کلاں۔ نوّر اللہُ مرقدہا

ہائے قیصر گئیں جہاں سے حَیف — تھا نہ جِنکو کسی بشر سے بَیر
اُنکو یکساں تھا کعبہ اور گرجا — ایک سی مسجد اُنکو تھی اور دَیر
وُہ سمجھتی تھیں سب ہی کو اپنا — تھا نہ دُنیا میں کوئی اُنکا غیر
تھی دلوں پر حکومتِ اخلاق — تھی نہ حاجت کریں کسی پر فَیر
کی غریبوں کی دِلدہی از بس — گر بر آمد ہوئیں برائے سَیر
آج اُنکا یہ سوگ ہے گھر گھر — آج تک جِنکی مانگتے تھے خَیر
فکرِ تاریخ تھا کہ آئی ندا — سیّدا! خاتمہ ہوا بالخیر

۱۹۰۱

چونکہ ہمیں ہماری دلی عقیدت اور قلبی ارادت اجازت نہیں دیتی کہ ہمارا یہ دردمندانہ ماتم اور دلسوزانہ الم صِرف چند ہی روز رہکر اُنکے احسانات کو دِل سے بُھلا دے۔ لہذا ہم نے اسکو اپنی ضخیم و بسیط ہندوستانی لُغات موسُومۂ فرہنگِ آصفیہ میں بھی ہر حالت اور ہر زمانے میں برقرار رہنے والی یادگار بنا کر بطورِ ضمیمہ شاملِ خاتمہ کر دیا ✤ اب اخیر پر ہماری دلی دُعا ہے کہ وُہ شہنشاہ زمین و آسمان ہماری مادرِ مہربان قیصرۂ ہند ملکۂ انگلستان کی جملہ آل و اولاد نیز تمام وابستوں کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ اور ہمارے جدید قیصرِ ہند ساتویں ایڈورڈ سپریم لارڈ آف ٹرینسوال کو وُہ دور دورا نصیب کرے کہ ہمارے دم کا ساتھی یہ غم ہی غلط ہو۔ بلکہ حضُور محتشم الیہ کے دورِ سلطنت کو اِس سے بھی زیادہ اور اعلیٰ مراتب پر پہنچا ہوا دیکھیں فقط ✤ ✤ ✤ ✤

الملتمس۔ ماتم زدہ و پریشاں سیّد احمد دہلوی مؤلفِ ہندوستانی ڈکشنری معرُوف بہ فرہنگِ آصفیہ وغیرہ۔ از دہلی حویلی نوّاب مظفر خاں۔ ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء شنبہ یومِ دفنِ حضُور قیصر